# جماعت اہل حدیث

# اور

# نوائے پاکستان کا ایک خط

(از مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب جامع اہلحدیث گوجرانوالہ)

پچھلی اشاعت کے جزو "عاٰت" میں مولانا حبیب الرحمان صاحب مرحوم کی طرف منسوب ایک خط کے سلسلے میں کچھ لکھا گیا تھا۔ باقی اب کے عرض کرنا تھا لیکن بزرگ محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ اہل حدیث نے ایک فاضلانہ مقالہ مرحمت فرما دیا ہے جو "جرعات" کے بجائے ترکیب اشاعت ہے۔

نوائے پاکستان مورخہ یکم ستمبر ۱۹۵۷ء میں مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی کا ایک خط شائع ہوا ہے غلط تحریکات کی فہرست میں مولانا نے جماعت اہل حدیث کا تذکرہ فرمایا۔ مرحوم زندہ ہوتے تو شاید ہماری گزارشات کا لہجہ آج سے کسی قدر مختلف ہوتا مگر اب مولانا اس دنیا میں چلے گئے ہیں جہاں ان کے لئے دعائے مغفرت کے علاوہ کچھ کہنا مناسب نہ ہوگا۔ اس لئے ہم اس کے سوا ان کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے البتہ جماعت اہل حدیث یا تحریک اہل حدیث کے متعلق عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ مولانا کے خط سے جو غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں ان سے ذہن محفوظ رہیں۔

مولانا کے خط سے مندرجہ ذیل اغلاط پیدا ہو سکتی ہیں:۔

۱۔ تحریک اہل حدیث مدارس سے شروع ہوئی۔

۲۔ سید احمد شہیدؒ۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک وہابی تحریک تھی۔

۳۔ بعض غلط تحریکوں میں اہل حدیث زیادہ شامل ہوتے۔

۴۔ سیاست میں اہلحدیث انگریز کے ساتھ رہنا چاہتے تھے۔

۵۔ کانگریس میں اشتراک کے لئے مولانا کے دادا نے فتویٰ دیا۔ اہل حدیث نے اس کی تصدیق نہیں کی۔

۶۔ بریلویوں نے اس فتویٰ کی تصدیق کی۔ اہلحدیث نے نہیں کی۔

ذیل کی گزارشات ان مغالطات کی اصلاح کے لئے پیش کی جا رہی ہیں:۔

**کیا اہل حدیث مکتب فکر مدراس سے شروع ہوا؟** | اہل حدیث مکتب فکر کا تعلق مدراس یا کسی دوسرے ملک سے

رہنہیں۔ یہ مکتب فکر اتنا قدیم ہے جس قدر متعارف ائمہ مجتہدین کے مکاتب، بلکہ اتنا قدیم جس قدر کہ قرآن عزیز اور احادیث نبویہ کو ائمہ مجتہدین سے ماقبل ہے۔ اگر اس نام کی کوئی تحریک مدراس سے شروع ہوئی ہو تو مولانا مرحوم واقف ہوں گے ہم لوگ باوجود اہل حدیث ہونے کے مدراسی تحریک سے قطعاً ناآشنا ہیں۔ اگر یہ فقرہ از قسم طنز ہے۔ جیسا کہ مرحوم اور ان کے خاندان کی عادت ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرماوے۔ وہ ایسی دنیا میں پہنچ چکے ہیں جہاں انہیں عفو کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

## اہل حدیث اور اہل الرائے

ابن خلدون فرماتے ہیں: وانقسم الفقہ فیھم الی طریقین طریقۃ اہل الرای والقیاس و ھم اہل العراق وطریقۃ اہل الحدیث وھم اہل الحجاز (مقدمہ ابن خلدون ص۳۸۹) فقہ کے دو طریق ہو گئے۔ اہل عراق کا طریق جو اہل الرائے والقیاس کے نام سے مشہور تھے اور اہل حدیث کا طریق۔ جن کا مرکز حجاز تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ جلد اول متعدد اوراق میں ان دونوں مکاتبِ فکر کا تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ ص۱۱۸ ج ۱ میں ایک باب کا عنوان یہ ہے باب الفرق بین اہل الحدیث واہل الرای۔ اس کی تفصیلات ص۱۲۹ ج ۱ تک چلی گئی ہیں۔

امام عبدالعزیز بن احمد بخاری سنہ ۴۸۱ھ شارح اصول بزدوی کشف الاسرار شرح اصول بزدوی میں اہل حدیث کا تذکرہ بار بار فرماتے ہیں۔ فتح الباری نووی شرح مسلم غایۃ التحقیق شرح حسامی وغیرہ کتب شروح میں یہ تذکرہ آپ کو عام طور پر ملے گا وہ باقی مکاتبِ فکر کے ساتھ اہل سنت کے اس مکتبِ فکر کا بھی ذکر فرماتے ہیں۔

علماء مقالات میں سے شہرستانی ابن حزم نے بھی یہ تذکرہ فرمایا ہے۔ حضرت امام ابو منصور عبدالقاہر بغدادی (سنہ ۴۲۹ھ) نے الفرق بین الفرق میں اہل الرای اور اہل حدیث کے دونوں مکاتب فکر کو اہل السنۃ والجماعۃ کے مکتب فکر سے تعبیر فرمایا ہے۔

والصنف الثانی منہم ائمۃ الفقہ من فریقی الرای والحدیث من الذین اعتقدوا فی اصول الدین مذہب الصفاتیۃ ص۳ دوسری قسم وہ ائمہ فقہ ہیں جن کا تعلق اہل الرای سے ہے یا اہل حدیث جن کا مسلک اصول دین میں صفات پر بلا تاویل یقین کرنے کا ہے۔

مولانا حبیب الرحمان مرحوم کے اس انکشاف کو کہ یہ تحریک مدراس سے شروع ہوئی "الہامی" ہی کہا جا سکتا ہے

واقعات سے تو اس کی تائید مشکل ہے بعض اہل علم میں یہ مرض ہے کہ وہ حقیقت حال کا اظہار فرماتے ہوئے بسا اوقات حقائق پر کثیف پردے ڈال دیتے ہیں۔ ہر مکتب فکر میں کم و بیش یہ مرض پایا جاتا ہے الا من عصمہ اللہ۔ مولانا کے اس اکتشاف کو مساعحت ہی کہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے۔

## وہابی تحریک

مولانا موصوف نے سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی تحریک کو وہابی تحریک سے تعبیر فرمایا ہے انگریز نے واقعی اپنی مصالح کے پیش نظر اس تحریک کو بدنام کرنے کے لئے وہابی تحریک کہا ہے مگر حقائق اور واقعات کے لحاظ سے قطعی جھوٹ ہے اور دجل۔ ہیں یہ یقین نہیں کرتا کہ مولانا ایسا فرنگی دشمن انسان اس جھوٹ اور دجل کو نقل کے طور پر بھی قبول کرلے۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے شہیدین کی تحریک کو محمد بن عبد الوہاب کی نجدی تحریک سے کوئی تعلق نہیں۔ سید صاحبؒ اور شاہ صاحبؒ جب حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اہل نجد کی آمد و رفت حجاز میں بالکل بند تھی تاریخی طور پر کوئی وقت ایسا معلوم نہیں ہوتا جس میں ان دونوں تحریکوں نے ایک دوسرے سے استفادہ کیا ہو۔ البتہ مولانا ولایت علی اور مولانا عبد الحی صاحب بڈھانوی کا امام شوکانی سے استفادہ ثابت ہوتا ہے جو اس وقت یمن کے بہت بڑے محقق عالم تھے۔ لیکن سیاستہً یمن بھی ان دنوں نجد سے برسرپیکار تھا۔ یمن کی زیدی حکومت کو نجدی مسلمان بھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے قرب مکان کے باوجود ممکن نہیں کہ یہ حضرات اثنائے تلمذ میں نجدی عقاید یا سیاسیات سے کوئی اثر لے سکے ہوں۔ البتہ توحید اور اس کی اشاعت میں یہ دونوں تحریکیں دوش بدوش ہیں کیونکہ تقویۃ الایمان اور کتاب التوحید دونوں کا ماخذ قرآن ہے اور سنت صحیحہ۔ اس لئے ہندوستان کے اہل توحید کو وہابی کہنا اتنا ہی بے محل ہے۔ جیسے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن ابی کبشہ۔

متحدہ ہندوستان کی تحریک جہاد کو وہابی تحریک سے تعبیر کرنا اسی پس منظر کا نتیجہ ہے جو مولانا کے ذہن کو کبھی کبھی گدگداتی رہتی تھی۔ عفا اللہ عنہ۔

## اہلحدیث اور انگریز

یہ حقیقت ہے کہ مئی ۱۸۳۱ء کے سانحہ بالاکوٹ تک سید احمد شہید رحمہ اللہ کے رفقاء میں دونوں مکاتب فکر کے آدمی موجود تھے۔ سرحدی مصالح کی بنا پر لشکر کے لوگ ظاہری سنن پر عمل نہیں کرتے تھے لیکن جن لوگوں نے تقویۃ الایمان تذکیر الاخوان، صراط مستقیم، تنویر العینین، ایضاح الحق الصریح وغیرہ جماعت کے لٹریچر کو بغور پڑھا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ تحریک کا رخ کس طرف تھا۔ یہ لوگ جہاں ظاہری بدعات کے خلاف تھے افقی جمود کو بھی پسند نہیں کرتے

تھے۔ شہیدین کی قوتِ قدسی تھی کہ لشکر میں دونوں مکاتبِ فکر میں نمایاں طور پر کبھی تصادم نہیں ہوا لیکن سانحہ بالاکوٹ کے بعد ہو سکتا ہے کہ حضرات دیوبند کی دلی ہمدردیاں تحریک کے ساتھ ہوں مگر عملی طور پر ذمہ داریوں سے قریباً الگ ہی رہے تحریک کی تنظیمِ جدید میں صادق پوری خاندان آگے آگیا۔ یہ لوگ اہلحدیث مکتب فکر سے کافی متاثر تھے اکابر دیوبند اس وقت تحریک سے بے امید ہو کر تعلیم میں مشغول ہو چکے تھے اس میں انہیں یہ بھی تسکین تھی کہ وہ اس طرح حنفی مکتب فکر کی بھی خدمت کر سکیں گے اور انہیں اس پریشانی سے بھی آرام مل سکے گا جو جہاد اور اس کے اسباب کی فراہمی میں ناگزیر ہے لیکن صادق پوری حضرات نے تحریک حریت کی ساری ذمہ داریاں اپنے سر پر لے لیں۔ جب تک کام کھلے طور پر چل سکا چلتا رہا جب اخفاء کے سوا چارہ نہ رہا تو کام مخفی کر دیا گیا۔ ڈاکٹر ہنٹر کی رپورٹ سے اس تحریک کے مختلف ادوار کی تاریخ مرتب ہو سکتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عام مسلمانوں میں ہر مکتب فکر کے آدمی موجود تھے لیکن ذمہ داری ارباب صادق پور پر تھی۔ یہ ہی لوگ اس وقت پوری تحریک کی روح رواں تھے۔

عراقی مکتب فکر کے اساطین تحریک سے روز بروز الگ ہو رہے تھے اور دور سے دور تر ہوتے گئے مولانا محمد قاسم نانوتوی مرحوم مولانا رشید احمد مرحوم انگریز کے مخالف تھے مگر عملاً تحریک میں کوئی نمایاں حصہ ان کا دکھائی نہیں دیتا چنانچہ حضرت مولانا محمود الحسن مرحوم نے ۱۹۱۴ء کی بڑی جنگ میں جب ہندوستان چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا، تو جماعت مجاہدین کی بجائے ترکی سے تعلقات استوار کئے اور ریشمی خطوط کے افسانہ نے انگریز مصنفین اور یورپین سیاستدانوں میں بے حد شہرت پائی۔ رولٹ کی تحقیقاتی رپورٹ میں خاص طور پر اس کا تذکرہ آیا حالانکہ شیخ الہند مولانا محمود الحسن جو کام کرنا چاہتے تھے سرحد اس کے لئے زیادہ سازگار میدان تھا لیکن یہ سابقہ تحریک سے بالکل الگ ایک نئی تحریک تھی جس کے اسباب و دواعی کی پوری تفصیل مولانا محمود الحسنؒ یا مولانا حسین احمد ہی کو معلوم ہو سکتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ یہ مسلک سابقہ تحریک سے بالکل الگ تھا اور طریق کار بھی بالکل مختلف۔

## حضرات اہلحدیث

اس وقت ملک میں مختلف محاذ بن گئے مسیحی اور سماجی تحریکیں ملک میں شروع ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بعد قادیانی اور چکڑالوی تحریک بھی شروع ہو چکی تھی۔ ایک زندہ جماعت کے لئے کسی محاذ سے صرف نظر مشکل تھا حضرات دیوبند کا لب و لہجہ بھی اہلحدیث تحریک کے متعلق خاصہ تلخ ہوتا جا رہا تھا۔ عراقی مکتب فکر کے مدارس نے یہ احساس بھی پیدا کر دیا تھا کہ تعلیمی اور تعمیری کام کے سوا بھی جماعت کا قیام اور استحکام مشکل ہے۔ سرسید احمد خان کی نیچر نوازی اور حکومت پرستی نے ایک نئی صورت حال کو نمایاں کر دیا تھا۔ سرسید کے اس نئے انداز فکر سے اہل حدیث کے عقاید

اور اعمال سے براہ راست تصادم تھا جسے اہلحدیث کبھی نظر انداز نہیں کر سکتے تھے سرسید کے بعض اعمال اور افکار سے تحریک کو بالواسطہ کچھ فائدہ پہنچا کیونکہ سرسید نے مقاصد کے لئے دیوبند اور بریلی کے فقہی جمود یکساں مضر تھے سرسید نے اس راہ میں جو نام کیا اس بالواسطہ تحریک حریت فکر کو فائدہ پہنچا جسے مولوی حبیب الرحمان صاحب ایسے ظاہر بین اور جماعت کی نقل و حرکت سے بے خبر حضرات نے انگریز کے ساتھ تعاون سے تعبیر فرمایا وشتان بینہما

## قدرتی تقسیم

میری معلومات کے مطابق اکابر جماعت اتفاقاً ایسی راہ پر چل پڑے جسے تقسیم کار سے تعبیر کیا جا سکتا ہے حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب مولانا حافظ محمد لکھوی مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی مولانا حافظ عبدالمنان صاحب حضرت مولانا عبدالقادر صاحب (پشاور) حضرت مولانا عبدالجبار صاحب عمر پوری مولانا محمد بشیر صاحب مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری سہسوانی حضرت مولانا حسین بن محسن الانصاری الیمانی تعلیم کے میدان میں آ گئے قلت وسائل کے باوجود ان حضرات نے اتنا کام کیا جس پر حیرت ہوتی ہے ہر دنیوی وسائل سے بے نیاز ہو کر ان بزرگوں نے تدریسی خدمات انجام دیں سینکڑوں کی تعداد میں اہل علم ان سے مستفید ہوئے اس وقت تک ان مدارس کے فضلاء کی ایک بہت بڑی تعداد ملک کے اطراف واکناف میں تعلیم تعلم کے ذریعہ سے علوم دین اور مسلک کی خدمت کر رہی ہے

## تصنیف و تالیف

حضرت نواب سید محمد صدیق حسن خاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مولانا ذوالفقار احمد بھوپالی مولانا ابوالحسن سیالکوٹی (صاحب فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری) مولانا شمس الحق صاحب مولانا تلطف حسین صاحب عظیم آبادی، نواب وحید الزمان مرحوم، مولانا عبدالرحمان صاحب مبارکپوری، حضرت مولانا غلام حسن صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد غزنوی مولانا عبدالاول مولانا عبدالغفور غزنوی شیخ محی الدین مرحوم، قاضی سلیمان صاحب پٹیالوی مولانا حافظ محمد لکھوی مولانا محمد حسین بٹالوی نے تالیف و تصنیف طبع و اشاعت کا کام سنبھال لیا اور لاکھوں صفحات پر پھیلا ہوا لٹریچر شائع کر دیا ان حضرات کی مساعی سے بہت بڑا خلا پُر ہو گیا حدیث شروح و تراجم حدیث اور سلفی مکتب فکر کی بہت سی کتب ہندوستان میں آ گئیں فتح الباری، حجۃ اللہ، سبل السلام، نیل الاوطار، ازالۃ الخفا ایسے نایاب جواہر ان حضرات کی مساعی سے

دستیاب ہوئے۔

## جہاد اسلامی

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا سعید الحق مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری حضرت مولانا عبدالقادر قصوری حضرت مولانا عبدالاول غزنوی امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی صاحب وزیر آبادی مولانا عبدالرحیم عرف مولانا محمد بشیر مولانا اکبر شاہ نخانوی، صوفی ولی محمد فتوحی والا صادق پوری حضرات نے سید شہید کے مشن کو کامیاب بنانے کی ذمہ داری اپنے سر پر لے لی اور اس نظم سے کام کیا کہ پون صدی تک انگریز کو پریشان کر دیا کوہستان کی برفانی پہاڑیاں انگریز کے لئے جہنم سے کم نہ تھیں معمولی سی دانشمندانہ حرکت سے یہ حضرات انگریز کے خزانے خالی کر دیتے تھے

## حضرات دیوبند کا طرز عمل

اس دور میں انگریز کے ساتھ دشمنی کی حد تک حضرات دیوبند اسی تحریک کے ساتھ تھے مگر عملی مساعی کی حد تک ان حضرات نے اس نہج پر کچھ نمایاں کام نہیں کیا اس تلخ نوائی سے معاف کیا جائے کہ کتاب علماء ہند کے شاندار ماضی تاریخ پر ایک ظلم ہے جس میں یا تو علماء اہلحدیث کا نام ہی نہیں لیا گیا اور اگر کہیں لینا پڑا ہے تو اس پر اتنا کثیف پردہ چڑھایا گیا ہے جس سے یہ ظاہر ہی نہیں ہوتا کہ صاحب واقع کا مسلک کیا تھا۔ بلکہ یہ کوشش فرمائی گئی ہے کہ ہر تحریک حضرات علماء دیوبند کا ضمیمہ قرار پائے حالانکہ اکثر تحریک دیوبند کے سوا تمام سیاسی تحریکات میں حضرات اکابر دیوبند ضمیمہ کی حیثیت سے رہے یہی حال ہمارے محترم بزرگ مولانا حبیب الرحمان صاحب کی "حقیقت حال" کا ہے۔ جسے انہوں نے ڈر کر لکھا ہے اگر نڈر ہو کر لکھتے تو ہم پر کیا کرم فرماتے۔ ع

خدانخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا ہوتے!

## حال کی سیاسی تحریکات

الحدیث کی ہندوستانی نشأۃ میں انگریز کی مخالفت ان کی تحریک کا جزء تھا اس لئے اس کے علاوہ بھی جو تحریک اس بنیاد پر اٹھی یا جب وہ اس مقام پر پہنچی اہل حدیث اپنی پوری قوت کے ساتھ اس میں موجود تھے کانگریس، خلافت، احرار کونسی قومی یا دینی تحریک تھی جس میں اہلحدیث نے جانثارانہ کام نہیں کیا آپ کے دوش بدوش نہیں چلے دہلی میں حاجی علیخان کی کوٹھی کیا ان سیاسی دیوانوں کا مرکز نہ تھی پنجاب میں سیدی العلام مولانا عبدالقادر قصوری کی قیادت میں کیا کانگریس اور خلافت کا کام نہیں

مولانا محمد علی قصوری مرحوم کی تبلیغی اور سیاسی مساعی نظر انداز کرنا کہاں تک ممکن ہے؟ احرار کی سٹیج پر مولانا سید محمد داؤد غزنوی مولانا محمد علی لکھنوی مولوی عبید اللہ احرار فیروز پوری شیخ عبد الرشید صدیقی ایسے مخلص کارکنوں کو کوئی بھول سکتا ہے؟ آج کی بدنام مسلم لیگ نے جب انگریز کی مخالفت کا مصنوعی مظاہرہ کیا اہل حدیث اس کی پہلی صفوں میں موجود تھے

**انگریز کا ساتھ؟** "وہ لوگ انگریز کے ساتھ رہنا چاہتے تھے" یہ کسقدر بدبودار طعن ہے۔ جو مولانا حبیب الرحمان مرحوم کی طرف منسوب ہے کاش قلم کی آنکھیں ہوتیں وہ حیاء سے عرق انفعال میں ڈوب جاتا بالاکوٹ کے بعد کون نہیں جانتا کہ سید شہید کے خلفا کی ٹکر براہ راست انگریز سے رہی انبالہ کیس ۶۴ء میں کیا اہلحدیث پھانسیوں پر نہ لٹکے عبور دریا شور کی سزائیں ان کو نہ ملیں کیا یہ انگریز کے ساتھ رہنے کی سند ابھی قلب حقائق کی کیا یہ بدترین صورت نہیں جو مولانا موصوف کی طرف منسوب ہے، اگر درست ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے

**تابوت میں آخری میخ** انگریز کے تابوت میں آخری میخ ۱۹۲۱ء میں قاضی کوٹ بم کیس ہے۔ اس میں متہم ماخوذ سزا یافتہ تمام کے تمام اہلحدیث تھے، قاضی عبد الرؤف، قاضی عبید اللہ اور محمد حیات مرحوم مولانا فضل الٰہی مستری محمد ابراہیم صاحب بہادر خاں مرحوم یہ سب اہل حدیث کے جن کو ۱۲، ۱۴، ۷ سال سزائیں ہوئیں ۱۹۲۱ء کے بعد انگریز کے پاؤں اکھڑنے شروع ہوئے تا آنکہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو یہ نحوست بظاہر ہمیشہ کے لئے اس ملک سے رخصت ہوگئی معلوم نہیں مولانا موصوف کو یہ غلط فہمی کہاں سے ہوئی کہ "اہل حدیث انگریز کے ساتھ رہنا چاہتے تھے"! غالباً ان دنوں میں کسی اہلحدیث احراری دوست کی علیحدگی کے رنج میں یہ فقرے نوک قلم پر آگئے ورنہ مولانا ایسے حقیقت آگاہ سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ اتنی بڑی غلط بیانی کریں اللھم اغفرلہ واعف عنہ وتجاوز عن سیئاتہ

**مولانا بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ** اہلحدیث کی طرف سے انگریز کی حمایت میں اگر کوئی قابل ذکر آواز اٹھی تو وہ مولانا محمد حسین صاحب مرحوم بٹالوی تھے یقیناً مولانا اس رائے میں اکیلے تھے یہ ان کی شخصی رائے تھی پورے ملک میں کوئی قابل ذکر اہلحدیث اس نظریہ میں ان کے ساتھ نہ تھا بلکہ عین اس وقت جب کہ مولانا اپنے رسالے میں انگریز کی حمایت فرما رہے تھے ہندوستان اور پنجاب میں اکابر جماعت سید احمد شہید کی تحریک کے کامیاب بنانے میں سرگرم عمل تھے، کیا کسی غزنوی اور لکھوی خاندان یا

صادقپوری اور رحیم آبادی اور قصوری اکابر نے مولانا بٹالوی کی کبھی حمایت فرمائی ؟ اسے جماعتی فعل تصور کرنا واقعات پر ظلم ہے

## مولانا بٹالوی کا دور اور لدھیانوی بزرگوں کی نوازشیں!

اس وقت صورت حال یہ تھی کہ مسلک اہل حدیث کی مخالفت میں حضرات دیوبند بھی بریلی کی سڑک پر سوار ہو چکے تھے لدھیانہ میں مولانا حبیب الرحمان کے خاندان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نے ان کی مسجد میں نماز پڑھی تو مسجد کو پورے اہتمام سے دھویا گیا اس واقع کی عینی شہادۃ آج بھی مل سکتی ہے مولانا محمد نعیم صاحب لدھیانوی امید ہے اس شہادت حق سے گریز نہیں فرمائیں گے انتظام المساجد[1] کے نام سے مولوی محمد صاحب نے ہی بڑی ذلیل کتاب لکھی اگر مولانا کے آبا و اجداد واقعی

[1] اس رسالہ کا پورا نام اس طرح تھا، انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد اس رسالہ کو مولوی محمد صاحب ولد مولوی عبدالقادر صاحب لودھیانوی مصنف "نصرة الابرار" ہی نے ۱۸۸۳ء کے لگ بھگ تصنیف فرمایا تھا اس رسالے کا موضوع کیا تھا؟ کس غرض کے لئے لکھا گیا؟ اس کی اشاعت کے نتائج کیا نکلے؟ اس کے لئے ماہنامہ اشاعۃ السنۃ لاہور کے چند اقتباسات پیش کرنا شائد بصیرت و عبرت کا موجب ہوگا:-

"تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ لدھیانہ کے مولوی صاحب نے صوبہ بہار میں پہنچ کر اہل حدیث کو مسجدوں سے نکالنے میں بہت زور لگایا اور اس مضمون کا ایک رسالہ جس کا نام نامی انتظام المساجد باخراج اہل الفتن والمفاسد ہے، شہر پٹنہ عظیم آباد میں چھپوا کر مشتہر کیا، اس میں آپ نے اہل حدیث کو قتل کر ڈالنے کا فتویٰ دیا ہے، جس کا اثر تھوڑے دنوں کے بعد اس نواح میں یہ پیدا ہوا کہ ضلع شاہ آباد میں اہل حدیث و حنفیہ میں ایک مسجد میں نماز پڑھنے پر لڑائی ہوئی اس رسالہ میں مولوی صاحب موصوف نے اہل حدیث کو مسجد سے خارج کرنے پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں" (اشاعۃ السنہ ص ۲۴۷ نمبر ۸ جلد ۶ بابت ستمبر ۱۸۸۳ء)

لدھیانہ والے مولویوں نے اہل حدیث کی نسبت واجب القتل ہونے کا صاف فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ رسالہ "انتظام المساجد" میں لکھ دیا ہے کہ "حکام اہل اسلام کو لازم ہے کہ ان کو قتل کریں، اگر وہ لاعلمی کے عذر سے توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہ کریں" اس رسالہ کا مولف مولوی محمد پسر مولوی عبدالقادر لدھیانوی ہے (اشاعۃ السنہ ص ۲۹۱ عدد ۱۰ ج ۶)

**غور کیجئے** :- یہاں چار امر قابل ذکر ہیں

(۱) یہ وہ زمانہ ہے جس میں سرحد پر اہل حدیث مجاہدین انگریز سے جہاد کرنے میں مصروف تھے (باقی صفحہ ۱۰۷)

دیوبندی تھے تو فرمایا جائے کہ ایسے بے وفا! دوستوں کے ساتھ کوئی سنجیدہ آدمی کیسے چل سکتا ہے مولانا کے خاندان کی عصبیت کا یہ حال ہو اور مولانا بٹالوی "نصرۃ الابرار" پر دستخط فرما دیں کس قدر سادگی ہے۔ ہندوؤں کو ابرار سمجھیں اور سنت پر عمل کی سزا میں مسجد دھودی جائے۔

ادرد ھاسعد وسعد مشتغل دماھکذا یا سعد تورد الابل مولانا اور ان کے ہم خیال ہمیں غالباً خلوص اور اصول پروری کا وعظ فرمائیں گے مگر نفسیات کا کیا کیا جائے کہ مولانا محمد حسین مرحوم انسان تھے فرشتے نہیں تھے ان کی نماز سے لدھیانہ کی مسجد پلید ہو مولانا کے دادا اہل حدیث کو مساجد سے نکال دینے کا فتوٰی دیں مولانا محمد پھر نصرۃ الابرار پر دستخط کرائیں ٹھیک ان ہی ایام میں شیخ الکل حضرت سید نذیر حسین صاحب دہلوی سفر حج کے لئے تشریف لے گئے تو حضرات اکابر دیوبند کے گل سرسبد مولانا رحمۃ اللہ صاحب کیرانوی نے حضرت ممدوح کو گرفتار کرانے میں جو کوششیں کیں ان کا تفصیلی تذکرہ مولانا محمد حسین صاحب مرحوم نے "اشاعۃ السنۃ" میں فرمایا ہے حضرات اکابر دیوبند کے ذہن کی اس تبدیلی سے مولانا بٹالوی بے خبر نہ تھے ان غیر متوقع بلکہ خلاف توقع حوادث کے بعد مولانا حبیب الرحمان صاحب مغفور اور ان کے ہم خیال جو بھی فرمائیں وہ مختار ہیں مگر ایک حساس اور غیرت مند انسان جو نفسیات کو سمجھتا ہے وہ مولانا بٹالوی کو معذور سمجھے گا ایسے وقت میں اتفاقی امور میں بھی اشتراک سے گھبرانا بالکل قدرتی چیز ہے

## کانگریس میں اشتراک

کانگریس بھی اس وقت آج کی کانگریس نہ تھی نہ ہی انگریز کے ساتھ لڑنا اس کے پروگرام کا لازمی جزو

(بقیہ صفحہ ۱۰۶) اور اندرون ملک سے جماعت اہل حدیث ہی حالات کے مطابق اپنے خاص طریقوں سے ان کو امداد پہنچا رہی تھی۔!

(۲) ـ بہت سے اہل حدیث مجاہدین انبالہ کیس کے سلسلہ میں جزائر انڈیمان میں قید تھے۔

(۳) ـ مجاہدین صادق پور کے بقیۃ السیف مولانا عبد الرحیم صادق پوری رحمۃ اللہ علیہ قریباً بیس سالہ قید سے رہا ہو کر کالے پانی سے واپس آئے۔! درآں حالیکہ سر پر انگریزی نگرانی کی تلوار لٹک رہی تھی جو پورے سات برس تک رہی۔!

(۴) ـ ایسے مناسب وقت میں ان لودھیانوی مولوی صاحب نے سفر کی کلفتیں برداشت کر کے عظیم آباد (جس کا ایک محلہ صادق پور ہے) کو منتخب فرمایا کہ اس اعلیٰ شاہکار لٹریچر کو وہاں پھیلایا جائے۔۔۔! ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے! (رحیق)

تھا مگر جب وہ انگریز کی مخالفت کے لئے مستعد ہوئی تو اہل حدیث نے اس میں ممکن اشتراک کیا مولانا ابوالقاسم بنارسی مرحوم مولانا عبدالوہاب صاحب آروی حاجی محمد صالح صاحب کوٹھی علیجان مولانا عبدالقادر صاحب قصوری مولانا سید محمد داؤد صاحب غزنوی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی مولانا سید عبدالغفار صاحب غزنوی مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مرحوم خود راقم الحروف نے اپنی بساط کے مطابق سالہا سال کانگرس میں کام کیا بلکہ ایک وقت آیا کہ مولانا حبیب الرحمان صاحب کانگرس قیادت سے بدگمان ہو کر کانگرس سے نکل گئے اور مجلس احرار کی بنیاد ڈالی برسوں کانگرس کے خلاف حرف شکایت بنے رہے مسلمانوں سے پوری ایک کارکن پارٹی مرحوم چوہدری افضل حق کی راہنمائی میں کانگرس سے باہر کام کرتی رہی کشمیر کی تحریک احرار کے ان دونوں کا شاہکار ہے اگر شکایتہً یا کسی مقصد کے لئے کانگرس سے باہر رہنا جرم ہے تو مولانا نے اپنے رُفقاء سمیت برسوں اُس جرم کا ارتکاب فرمایا اور اپنے دادا مولانا محمد مرحوم کے فتوی کے خلاف عمل کیا ایک اور "چیز ڈر ڈر کے کہہ رہا ہوں مگر کیا کروں حقیقت یہی ہے" کہ حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب کانگرس میں چنداں نیک نام نہیں تھے جس قسم کی شکایات مرحوم کے خلاف کانگریس سٹیج اور پبلک میں آئیں بحمداللہ اہل حدیث کا دامن ان آلودگیوں سے پاک رہا مولانا عبدالقادر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی خدمات سے کون بیخبر ہے مگر خوبی یہ ہے کہ کانگرس سے کبھی ممنون نہیں ہوئے ایک پائی تک کے لئے متہم نہیں ہوئے کانگرس کے ساتھ اہلحدیث کی وابستگی مولانا حبیب الرحمان صاحب اور ان کے بعض رفقاء کی وابستگی سے بہرحال بہتر ہی رہی — اس لحاظ سے بھی مولانا کی تہمت کے لئے کوئی بنیاد نہیں۔ مولانا نے اپنے ارشاد میں "بطور جماعت" کی قید لگائی ہے اگر یہ قید اتفاقی ہے تو خیر اگر احترازی ہے تو ادباً گزارش ہے کہ آج تک کوئی دینی جماعت بحیثیت جماعت کانگرس میں شامل نہیں ہوئی نہ ہی کانگرس نے کسی جماعت کو بلحاظ جماعت اندر آنے کی اجازت دی اور محترم مرحوم کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ "بحیثیت جماعت" بنے تو فوراً کانگرس سے باہر آ گئے اور اپنی اسٹیج بنالی اور جب رفقار سے کشمکش ہوئی تو بحیثیت "حبیب الرحمان" کانگرس میں تشریف لے گئے اہلحدیث کو ایسے تجربہ سے بحمداللہ سابقہ نہیں پڑا

"نصرۃ الابرار"

---

مولانا کے اکابر بریلوی تھے یا دیوبندی معلوم نہیں ہو سکا مگر بقول مولانا وہ مولوی احمد رضا وغیرہ

سے فتوی لینے میں کامیاب ہو گئے اس کا مطلب یہی ہے کہ ان کا ذہن اہل توحید سے زیادہ بریلوی حضرات کی طرف مائل ہو گا ورنہ جہاں تک بریلوی حضرات کے متعلق وہ اہل توحید کے ساتھ اہل حدیث ہوں یا دیوبندی چند قدم چلنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے یقین ہے کہ اس وقت اہلحدیث علماء کو جناب کے جد امجد پر بدگمانی ہوگی وہ "نصرۃ الابرار" کو کسی حقیقت پر مبنی نہیں سمجھتے ہوں گے۔

"نصرۃ الابرار" نے معلوم نہیں کانگرس کے ساتھ اشتراک کے لئے اساس اور اصول کیا قرار دیا تھا۔ عنوان سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا محمد مرحوم نے ان ساتھیوں کو "ابرار" سمجھ کر ان سے عملی اشتراک کیا ہوگا۔ راقم الحروف نے بھی زندگی کا کافی حصہ کانگرس میں کام کیا ہے بلکہ کانگرس کو اس وقت چھوڑا جب کانگرس ہم لوگوں کو چھوڑ گئی اس کے باوجود ان ساتھیوں کو ابرار سمجھنا تو مشکل ہے آج بھی اگر مولانا اپنے کانگریسی ساتھیوں کو ابرار سمجھیں تو میرے جیسا کم سواد آدمی اشتراک سے انکار کر دے گا افسوس ہے کہ کوشش کے باوجود "نصرۃ الابرار" نہیں مل سکا اگر نصرۃ الابرار کی بنیاد انگریز کی مخالفت ہو تو میں یقین نہیں کرتا کہ اہل حدیث اس سے کبھی گریز کریں۔

میرا وجدان کہتا ہے کہ مولانا کے جد امجد نے شائد علمائے اہلحدیث سے دریافت ہی نہ فرمایا اور مولانا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عمل اور طریق کار سے مایوس ہو گئے ہوں۔

مولانا ۱۹۵۲ء میں جب وہ یہ مکتوب کسی کو لکھ رہے ہیں بہت سے اہلحدیث بمبئی سے دلی تک کانگرس میں شریک ہوں گے پھر معلوم نہیں ان کو اس شکوہ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی جب اہل حدیث ان کے دوش بدوش کام کر رہے تھے

مصلحت نیست از پردہ بروں افتد راز ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

## ابرار کی نئی قسم

ابرار کی جس پارٹی میں مولانا حبیب الرحمان صاحب مرحوم کے جد امجد مولوی احمد رضا مولوی غلام دستگیر قصوری مولوی کرامت اللہ دہلوی، مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری پنڈت مالویہ لالہ لاجپت رائے ڈاکٹر گوپی چند اور مسٹر پٹیل پنڈت پنت ایسے کیریکٹر اور اخلاق کے سیاستدان شامل ہوں اگر اہلحدیث اس میں شامل نہیں ہوئے تو کوئی جرم نہیں معلوم ہے سوال انگریز کے ساتھ دوستی یا دشمنی کا نہیں سوال اس اتحاد کی نوعیت کا ہے جس میں بریلوی حضرات شامل ہوں حالانکہ وہ

ہندوستان کو دارالحرب ہی نہیں سمجھتے مولانا کے جدامجد یا علماء دیوبند سے وہ نصرۃ الابرار میں کیونکر متفق ہو گئے غالباً اہل حدیث نے اس ڈھوکھلے اتحاد میں جن کی بنیاد شاید اغراض پر ہو شمولیت مفید نہیں سمجھی اور ابرار کے اس جدید ایڈیشن میں اشتراک کوئی سمجھدار آدمی پسند بھی کیوں کرتا۔

## اہلحدیث کا اپنا نظام

میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اہل حدیث میں کام تقسیم کار کے طور پر ہو رہا تھا یہی اپنی طبعی صلاحیتوں کے مطابق مختلف شعبوں میں ہمارے علماء تقسیم ہو گئے شہیدین کے مشن کی تکمیل کے لئے علماء کے ایک مقتدر اور ہوشمند طبقہ اپنی زندگیاں وقف کر چکا تھا اور ان کا موقف مذہبی نقطہ نگاہ سے بہت اونچا تھا کانگرس قومی نقطہ نظر سے ............ ہندوستان کی مختلف اقوام کی نمائندگی کا دعویٰ کر سکتی تھی لیکن شہیدین کا مشن پورے ہندوستان میں دینی نظام قائم کرنے کے لئے کوشش کرتا تھا اس وقت ان کی پوزیشن کانگریس سے بہت زیادہ مضبوط تھی ان کے وسائل بھی کانگریس سے کافی زیادہ تھے ان کا نظام بنگال سے لے کر پشاور تک پھیلا ہوا تھا ڈاکٹر ہنٹر نے اس نظام کے متعلق کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں ان حالات میں کانگرس کے ساتھ اشتراک نہ سیاستہً مناسب تھا اور نہ ہی مقاصد کے لحاظ سے ایسا کرنا مفید تھا بلکہ کانگرس ان دینی مقاصد کے بالکل مخالف تھی آپ کے جدامجد اور بریلوی علماء کا یہ فتویٰ انگریز کی بہترین اعانت تھی اور اسلامی مقاصد کی پشت میں چھرا گھونپنے کے مترادف تھا اہلحدیث اگر آپ کے جدامجد کے ساتھ "نصرۃ الابرار" میں شریک ہوتے تو اپنی نصف صدی کی محنت پر پانی پھیر دیتے مولانا اور ان کے ہم خیال غور فرمائیں جن ایام میں احرار زوروں پر تھی اور مولانا حبیب الرحمان صاحب کا طوطی احرار کے نخلستان میں بولتا تھا انہوں نے کانگرس کے ساتھ اشتراک کے متعلق کبھی سوچا تھا مولانا کی اس وقت کی تقریریں میرے کانوں میں ہیں بغداد اور کانگریس پر مولانا کی تنقید کا انداز اتنا ہی مجرمانہ تھا جتنا جرم ۵۲ء میں مولانا اہلحدیث کا سمجھ رہے ہیں مولانا کے رفقاء جو معذرت احرار اور مولانا کے متعلق پیش فرمائیں گے۔ وہی معذرت "نصرۃ الابرار" پر دستخط نہ کرنے کے متعلق سمجھ لیں۔ کلا هما سواءٌ۔

**بعد کے حالات** | تحریک مجاہدین کو جن ناخوشگوار حالات سے سابقہ پڑا انگریز کے انتقامی جذبوں نے اسے جس طرح کمزور کیا اس کے نتائج میں انتشار رونما ہوا مولانا بٹالوی کی طرح بعض نے انگریز کے ساتھ

بقیہ ص ۱۳